

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، میرے بچے بوجہ میری نافرمانی خالہ کے گھر چلے گئے ہیں اور بلانے کے باوجود میرے پاس نہیں آ رہے اور میرے ساتھ بات بھی نہیں کر رہے، برائے مہربانی حدیث کی روشنی سے رہنمائی فرمائیں کیا اولاد کو والد کے ساتھ ایسا رویہ اپنانا چاہیے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### الْجَوَابُ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مختلف رشتے بنائے ہیں، ان میں کسی کو باپ بنایا ہے، تو کسی کو ماں کا درجہ دیا ہے اور کسی کو بیٹا بنایا ہے، تو کسی کو بیٹی کی نسبت عطا کی ہے، غرض رشتے بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق مقرر فرمائے ہیں، ان حقوق میں سے ہر ایک کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن والدین کے حق کو اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اپنی بندگی اور اطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رشتوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبُلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُورًا -“

ترجمہ: ”اور تیرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر وہ تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، چاہے ان میں ایک پہنچے یا دونوں (اور ان کی کوئی بات تجھے ناگوار گزرے تو) ان سے کبھی — ”اف“ بھی مت کرنا اور نہ ان سے جھڑک کر بولنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا: اے ہمارے پروردگار! تو ان پر رحمت فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (صرف ظاہر داری نہیں، دل سے ان کا احترام کرنا) تمہارا رب تمہارے دل کی بات خوب جانتا ہے اور اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں بکثرت معاف کرنے والا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ جل جلالہ نے سب سے پہلے اپنی بندگی و اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی بندگی ہر گز مت کرنا، اس کے بعد فرمایا کہ: اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اولاد کو یہ سوچنا چاہیے کہ والدین نہ صرف میرے وجود کا سبب ہیں، بلکہ آج میں جو کچھ ہوں انہی کی برکت سے ہوں، والدین ہی ہیں جو اولاد کی خاطر نہ صرف ہر طرح کی تکلیف، دکھ اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اپنا آرام و راحت، اپنی خوشی و خواہش کو بھی اولاد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من أصبح مطيعا في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وإن كان واحدا فواحدا، و من أمسى عاصيا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، وإن كان واحدا فواحدا، قال الرجل: وإن ظلما؟ قال: وإن ظلما، وإن ظلما، وإن ظلما۔"

یعنی جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں اللہ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو جنت کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے اور جس نے اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی نافرمانی کی، اس کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق حسن سلوک نہ کیا تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھلے رہتے ہیں اور اگر والدین میں ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ بد سلوک کرے تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ: اے اللہ کے نبی! اگرچہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: اگرچہ والدین نے ظلم کیا ہو۔

لہذا بشرط صحت بیان صورت مسئلہ میں سائل کی اولاد کو چاہیے کہ اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں اور والد صاحب کی نافرمانی سے بچیں، کیونکہ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنائے (آمین) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۸/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۵ھ

2023/12/13ء

التواب صحیح  
ضیاء

۲۸/۵/۱۴۴۵ھ

۱۳/۱۲/۲۰۲۳ء

الحوا صحیح  
کسب الہدایہ

